سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴۶

لذتِ ذکر
اور
لطفِ ترکِ گناہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ

حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴۶

لذتِ ذکر
اور
لطفِ ترکِ گناہ

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ
حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال کراچی

انتساب

احقر کی جملہ تصنیفات وتالیفات مُرشدنا ومولانا

محی السنہ حضرتِ اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

اور حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی صحبتوں کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

﴿ ضروری تفصیل ﴾

نام وعظ : لذّتِ ذِکراورلُطفِ تَرکِ گُناہ

واعِظ : عارف باللہ حضرتِ اقدس مُرشدنا ومولانا شاہ محمدؐ اختر صاحب دام ظلالهم علينا الىٰ مأة وعشرين سنة مع الصحة والعافية وخدمات الدينية و شرف حسن القبو لية

تاریخ: ۲۵ / جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ مطابق ۶ / ستمبر ۱۹۹۹ء بروز پیر

وقت: بعد نماز مغرب

مقام: مسجد اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال بلاک نمبر۔۲ کراچی

موضوع: ذِکراللہ کا مزہ اوراللہ کی نافرمانی چھوڑنے کا مزہ دونوں جہان کی لذّتوں سے بڑھ کر ہے

مرتب : یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ : سید عظیم الحق ا۔ جے۔۳ / ۶۷ مسلم لیگ سوسائٹی ناظم آباد نمبر۔ا (۶۶۸۹۳۰۰)

اشاعت اوّل: محرم الحرام ۱۴۲۳ھ مطابق اپریل ۲۰۰۲ء

تعداد: ۳۰۰۰

ناشر: کُتبَ خَانَہ مَظہَرِیٰ

گلشن اقبال-۲ کراچی پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲ کراچی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لذتِ ذکر اور لطفِ ترکِ گناہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم امّا بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ وَقَالَ تَعَالٰی

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا......

آج کل جو مضمون چل رہا ہے کہ سات قسم کے لوگ ہوں گے جن کو قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا اور جس کو عرش کا سایہ نصیب ہوگا وہ بے حساب بخشا جائے گا کیونکہ جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہیں ہوگا اور جب اللہ تعالیٰ سائے میں بلا رہے ہیں تو یہ دلیل ہے کہ بے حساب بخشا چاہتے ہیں۔ کوئی کریم کسی کو اپنے گھر میں پناہ دے اور پناہ دے کر پھر اس کو مصیبت میں مبتلا کردے یہ دنیا کے کریموں سے بھی بعید ہے تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے کیسے ممکن ہے کہ جس کو عرش کا سایہ عطا فرمائیں اور پھر اس کو عذاب میں مبتلا فرما دیں۔ جن کی بخشش مقدر ہوگی اُن ہی کو عرش کا سایہ ملے گا اور وہ سات قسم کے لوگ ہیں جن میں سے تین نمبر بیان کرچکا ہوں۔

امامِ عادل کی ایک انوکھی تشریح

امامِ عادل یعنی جو مملکت کا خلیفہ یا بادشاہ ہو اور اپنی رعایا میں عدل و انصاف کرتا ہو۔ اس سلسلے میں میں نے عرض کیا تھا کہ بعض لوگ کہیں گے کہ بادشاہت تو خواب میں بھی نظر نہیں آرہی ہے ہم کیسے امامِ عادل بن کر عرش الٰہی کا سایہ لے سکتے ہیں؟ اس پر میں نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم اپنے جسم کی پانچ چھ فٹ کی مملکت پر عدل قائم کردیں تو ہمارا شمار بھی امامِ عادل میں ہوجائے گا یعنی آنکھوں سے بدنظری نہ کریں تو آنکھ کے صوبے پر عدل قائم ہوگیا، کانوں کی گانا سننے کی ڈیمانڈ کو پورا نہ کریں تو گویا کان کے صوبے پر عدل قائم ہوگیا، دل میں گندے خیالات قصداً لا کر حرام مزہ نہ لیں تو دل کے اندر کی وفاق اور سینٹرل گورنمنٹ پر بھی عدل قائم ہوگیا۔ اسی طرح سے سر سے پیر تک ہر عضو کو اللہ پاک کی نافرمانی سے جو بچالے تو ہر مومن امامِ عادل ہوگیا کیونکہ اس کا قلب سینٹرل گورنمنٹ یعنی وفاق، مرکز اور دارالسلطنت ہے۔ اس کے دل نے کسی اللہ والے کی صحبت سے زبردست طاقتِ وفاقی حاصل کرلی جس سے اس کا دل تگڑا ہوگیا پھر وہ اپنے جسم کے ہر صوبے میں عدل اور اللہ کی مرضی کے مطابق ایک عادل حکومت قائم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حرام لذت کو اینٹھنے کی غیر شریفانہ حرکت سے اس کو اللہ تعالیٰ حیاء اور غیرت اور طہارتِ قلبی

عطا فرماتے ہیں اور حفاظتِ قلبی بھی نصیب فرماتے ہیں یعنی اسے حیا آتی ہے کہ میں اللہ کا رزق کھاتا ہوں، ان کا رزق کھا کر آنکھ کی روشنی کو کیسے غلط استعمال کروں، کسی کی بہو بیٹی، بہن اور خالہ کو یا کسی لڑکے کو جس کی ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو یا ہلکی آئی ہو، کیسے دیکھوں۔ سارے اعضا کو نافرمانی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ اس کو حیا عطا فرماتے ہیں اور بے حیائی اور غیر شریفانہ زندگی سے اس کو نجات عطا فرماتے ہیں۔

ذکراللہ کی غیر فانی، غیر محدود اور بے مثل لذت

جسم کے تمام اعضا کو فرماں بردار بنا کر، نافرمانی کی حرام لذتوں سے بچا کر وہ اپنے قلب میں مولیٰ کو پاکر اس قدر لطف پاتا ہے کہ لذتِ دو جہاں کو بھول جاتا ہے ؎

لذتِ دوجہاں ملی مجھ کو تمہارے ذکر سے
مجھ کو تمہارے ذکر سے لذتِ دوجہاں ملی

بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ دونوں جہان کی لذت سے زیادہ مزہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو عطا فرماتے ہیں۔ اللہ کے نام کی لذت پر اختر کا شعر ہے جو بار بار آپ سنتے ہیں ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

اللہ کے نام کی لذت بے مثل ہے، غیر فانی ہے، غیر محدود ہے۔

حسنِ فانی سے اہل اللہ کے استغنا کا سبب مع تمثیل

جب اللہ کے نام کی لذت قلب کو ملے گی تو فانی اور محدود لذتیں نگاہوں سے گر جائیں گی۔ آپ دنیا میں دیکھ لیجئے کہ سورج کے ساتھ رہنے والا پھر ستاروں سے دھوکہ نہیں کھاتا اسی لئے جو سیارہ سورج سے قریب ہے اس کا نام عُطارِد ہے۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عُطارِد سیارے کو ایک چاند بھی نہیں دیا کیونکہ سورج کے بے پناہ نور سے وہ ہر وقت روشن رہتا ہے اس لیے چاند کا وہاں گذر نہیں ہے۔ اگر چاند وہاں جائے بھی تو اس کی روشنی کا ظہور نہیں ہوگا، نظر ہی نہیں آئے گا۔ تو جن کے قلب خالقِ آفتاب سے وابستہ ہیں، جو سورج کے پیدا کرنے والے کے ہم نشین ہیں ان کے قلب میں اتنا نور، اتنی روشنی رہتی ہے کہ سارے عالم کی روشنیاں اور سارے عالم کا نور اللہ کے نورِ ازلی کے سامنے ان کو ہیچ نظر آتا ہے اور بزبانِ حال وہ یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح و بیاں رکھ دی
زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

اللہ کی لذتِ دیدار کے سامنے جنّت کالعدم ہوگی

اسی لئے میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل فرمایا کرتے تھے کہ جب جنّت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا تو کسی جنّتی کو جنّت کی کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی، ٹکٹکی باندھ کر سب اپنے مولیٰ کو دیکھتے ہوں گے۔ یہی دلیل ہے کہ اللہ جیسا مزہ اور اللہ کے نام جیسا مزہ نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں ۔ اگر اللہ کی لذتِ دیدار سے جنّت کا مزہ زیادہ ہوتا تو پھر وہ اللہ کے سامنے جنّت کو یاد کرتے لیکن اللہ کو دیکھ کر جنّتی جنّت کو بالکل بھول جائیں گے۔

اللہ کے نام کا مزہ بھی جنّت سے بڑھ کر ہے

اسی طرح جن کو دنیا میں اللہ کے نام کا مزہ مل گیا دونوں جہان کی لذتوں سے وہ مُستغنی ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ مولیٰ کا مزہ بے مثل ہے، غیر فانی ہے اور ازلی و ابدی ہے اور جنّت کا مزہ ابدی ہے ازلی نہیں ہے اور دنیا کا مزہ نہ ازلی ہے نہ ابدی۔ اس لیے اہل اللہ دنیا کے مزے تو کیا جنّت کی نعمتوں کے مزوں سے زیادہ مزہ دل میں پاتے ہیں۔ جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے اطمینان ملتا ہے وہ غیر اللہ سے اطمینان اور چین لینے کا وسوسہ بھی نہیں لاتا۔ جن لوگوں نے اپنے دل میں چین اللہ کے علاوہ کسی سے حاصل کیا ہے یا حاصل کررہے ہیں یا حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ وہی محروم

جانیں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ اللہ اللہ ہے ، مولیٰ مولیٰ ہے، مالک مالک ہے، بہت ہی عجیب شان ہے اُن کی۔ وہ بوریہ اور چٹائی پر تخت و سلطنت کا مزہ دیتے ہیں، وہ چٹنی روٹی میں بریانی اور پلاؤ اور کباب کا مزہ دیتے ہیں، وہ دریا کے کنارے جنگلوں میں جہاں بھی کوئی ولی اللہ مُصَلّٰی بچھا کر دو رکعت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اپنے بوریا نشینوں کو بوریئے میں سلطنت کا نشہ دیتے ہیں اور اپنے نام میں نشۂ لیلائے کائنات کو ہیچ کردیتے ہیں۔ کیا بیچتا ہے نشۂ سلطنت اور کیا بیچتی ہے لیلائے کائنات، اور کیا حقیقت رکھتا ہے لیلاؤں کا نمک اور حُسن۔ عین اُس وقت جب کوئی لیلائے کائنات میں سے کسی لیلیٰ کو اپنی آغوشِ محبت میں لے کر اپنی وفاداری، فدا کاری اور جاں نثاری پیش کر رہا ہو اُسی وقت اگر اُس لیلیٰ کو زیادہ مقدار میں موشن (Motion) ہوجائے تو میں قرآن شریف اُس ظالم کے سر پر رکھ کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ اُس وقت کیا کیفیت ہوگی؟ معشوق کو بھگاؤ گے یا نہیں؟ یا خود بھاگو گے یا نہیں؟ اُس وقت بھاگو گے اور بھگاؤ گے، جاگو گے اور جگاؤ گے۔ لیکن جو اللہ والے ہیں وہ اس گراؤنڈ فلور کے خبیث مقام سے مسرور ہوئے بغیر اللہ کے نام کی لذت میں مست ہیں اور ان کے قلب میں اتنا چین ہے کہ اگر کوئی سارے عالم کا بے چین جس کو دنیا میں کہیں چین نہ ملا ہو وہاں پہنچ جائے اور ان کے پاس بیٹھ کر دیکھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے قلب میں چین پا جائے گا۔

جب اللہ والوں کی صحبت میں چین ملتا ہے تو اللہ کے ذکر میں کتنا چین ملے گا؟

﴿ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴾

جن کے اسم میں چین و اطمینان کا اثر ہے تو اُن کا مُسَمّٰی کیسا ہوگا، جب اللہ دل میں مل جائے گا یعنی جب اپنی تجلیاتِ خاصہ سے مُتَجَلِّی ہوگا تب کتنا چین حاصل ہوگا۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری کے حالاتِ رفیعہ اور شانِ عاشقانہ

میرے مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت[1] کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ آج میں اپنے شیخ کی بات سناؤں گا۔ میرے مرشد نے مجھ سے عیدگاہ میں فرمایا جب ہم لوگ سرائے میر (اعظم گڈھ) میں پڑھتے تھے تو عیدگاہ میں نماز ہوتی تھی کیونکہ مدرسہ غریب تھا، مسجد نہیں بنا سکتا تھا۔ عیدگاہ میں جگہ جگہ درخت تھے۔ درخت کے پتوں سے چھن چھن کر چاند کی چاندنی زمین پر آ رہی تھی اور میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پڑ رہی تھی جو مغرب کے بعد اوابین پڑھ رہے تھے۔ وہ عجیب و غریب عاشقِ حق تھے۔ گرمی کا مہینہ تھا، ململ کا کرتہ پہنے ہوئے درختوں کے نیچے نماز میں مشغول پتوں سے چھن کر آنے والی چاندنی میں جگمگا رہے تھے،

چمک رہے تھے چمکا رہے تھے۔ چھ رکعات اوابین سے فارغ ہوکر میری طرف رخ فرمایا اور فرمایا کہ حکیم اختر میں یہیں عیدگاہ کی اِسی محراب میں پیدا ہوا ہوں۔میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ فرمایا کہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب اعظم گڈھ سرائے میر میں تشریف لائے تھے تو یہاں اِسی عیدگاہ کی محراب میں میں حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا لہٰذا یہی میری جائے پیدائش ہے۔ جب کسی اللہ والے کے ہاتھ پر کوئی بیعت ہوتا ہے تو اُس کی نئی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے، روحانی اور اللہ والی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور فرمایا کہ بیعت کے وقت حکیم الامت نے مجھ سے ایک بڑا امتحان بھی لیا، بڑا پیچیدہ اور مشکل امتحان تھا کہ جب بیعت فرمایا تو فرمایا کہ کہو میں بیعت ہوتا ہوں اشرف علی کے ہاتھ پر۔حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور رسوائی سے بچالیا۔ میں نے فوراً عرض کیا کہ میں بیعت ہوتا ہوں حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کے ہاتھ پر۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر میں اُس وقت گھبرا کر کہہ دیتا کہ میں بیعت ہوتا ہوں اشرف علی کے ہاتھ پر تو میرا مرشد سوچتا کہ نہایت ہی پیٹ بھر کے گنوار سے پالا پڑا ہے کہ جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی مرید بھی کہہ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اِس امتحان میں پاس ہوگیا۔

پھر رات کو حضرت نے ڈاک کے خطوط جواب کے لئے میرے حوالے کئے کہ کل دس بجے یاد دلا دینا۔ میں رات بھر بے چین تھا اور دُعا کر رہا تھا کہ یااللہ وقت پر یاد آجائے۔ ٹھیک دن کے دس بجے حضرت والا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خطوط دے دئے اور شکر ادا کیا کہ اللہ نے میری لاج رکھ لی کیونکہ حضرت تو اِس دنیا کے آدمی ہی نہیں تھے، ہر وقت اللہ کی یاد میں مست رہتے تھے اِس لئے حضرت کو دنیا کے کام کہاں یاد رہتے تھے لیکن شیخ کی عظمت کی وجہ سے یاد رکھنے کا اتنا اہتمام فرمایا۔ ایک بار فرمایا کہ حکیم اختر اللہ کا راستہ یوں تو مشکل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے تو اللہ کا راستہ صرف آسان ہی نہیں ہوتا بلکہ مزیدار بھی ہوجاتا ہے۔

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

ایک بار فرمایا کہ جب میں تھانہ بھون حاضر ہوا تو حکیم الامت تھانویؒ اپنی جگہ سے اٹھے اور چند قدم بڑھ کر مجھے لپٹا لیا اور فرمایا۔

اے آمدنت باعثِ صد شادی ما

اے عبدالغنی تمہارے آنے سے مجھے سینکڑوں خوشی ہوئی اور فرمایا کہ میں پھولپور سے حضرت کے لیے اصلی گھی لے گیا تھا۔ بھینس اپنی پالی ہوئی تھی جس کو میں چنا کھلی اور بنولہ وغیرہ کھلاتا تھا۔ اُس کے گھی میں خوشبو آتی تھی۔ جب میں نے وہ گھی پیش کیا تو

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سُونگھا اور فرمایا کہ خلیفہ اعجاز اس گھی کو رکھ لو میں اس کو گرم گرم کھچڑی میں کھاؤں گا اور کسی کو نہیں دوں گا۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ حضرت کو میرا دل خوش کرنا تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والے اپنے دوستوں کا دل بھی خوش کردیتے ہیں ورنہ یہی بات دل میں رکھتے اور زبان سے نہ فرماتے لیکن یہ سُنا کر مولانا عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خوش کردیا۔

شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت عاشقانہ تھی۔ ایسی عاشقانہ عبادت کرتے ہوئے روئے زمین پر میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بھُوکا پلاؤ قورمہ کھارہا ہو، تلاوت کرتے کرتے فرطِ لذت سے اُچھل اُچھل جاتے تھے اور درمیان تلاوت کبھی اتنی زور سے اللہ اللہ کہتے تھے کہ مسجد ہل جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انجن میں جب اسٹیم زیادہ ہوجاتی ہے تو ڈرائیور انجن کا ڈھکن کھول دیتا ہے ورنہ انجن پھٹ جائے۔ لگتا تھا کہ اگر حضرت اس وقت اللہ اللہ کا نعرہ نہ لگائیں تو جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا۔

کیا کہوں آہ وہ مرشد تھا مرا کیا اختر
چشمِ تر نعرۂ ھُو چاک گریباں پایا

جب تک حضرت اپنے معمولات پورے نہ کرلیتے چین نہ آتا

یہاں تک کہ ایک بار حضرت کو ۱۰۴ بخار ہوگیا لیکن حضرت نے اپنا وظیفہ نہیں چھوڑا۔ محراب میں گدّا بچھایا تکیہ لگایا اور سارا وظیفہ پورا کیا۔ دس برس تک پھولپور سے سرائے میر جاتے ہوئے میں نے حضرت کو کبھی نہیں دیکھا کہ دائیں بائیں کبھی دکانوں کو دیکھا ہو کہ مٹھائی کی دکان ہے یا کپڑے کی ہے۔ بس تلاوت کرتے ہوئے سامنے نظر کئے ہوئے چلے جاتے تھے اور جہاں کہیں کسانوں کی گائے بھینس کا گوبر پڑا رہتا تو حضرت وہاں ناک پر اُنگلی رکھ کر تلاوت کو روک دیتے تھے اور فرمایا کہ جہاں بدبو ہو وہاں اللہ کا نام لینے میں خوفِ کفر ہے، یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، پھر جب تانگہ آگے بڑھ جاتا تھا تو پھر تلاوت شروع کردیتے تھے۔ پانچ میل روزانہ جانا اور پانچ میل روزانہ آنا۔ اختر بھی شیخ کے ساتھ باوضو بیٹھا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اختر کو یہ نصیب بلکہ خوش نصیبی عطا فرمائی تھی۔ ایک دن اچانک تلاوت کو روک کر فرمایا کہ حکیم اختر! جب دُعا میں آنسو نکل آئیں تو سمجھ لو دُعا قبول ہوگئی، آنسو قبولیت کی رسید ہیں۔

میرے حضرت، میرے مرشد نے شیخ تھانویؒ کو خط لکھا کہ حضرت میں اللہ اللہ کرتا ہوں اور جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس پر عمل کرتا ہوں، آپ کی صحبت کی برکت سے میرا ایمان اور یقین اس مقام پر پہنچا ہوا ہے کہ جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو

مجھے لگتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں، یہ دنیا مجھے برائے نام دنیا ہے۔

یہاں تو ایک پیغامِ جنُوں پہنچا ہے مَستوں کو
انہیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں
ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اِک گُلِ تر کے واسطے ہم نے چمن لُٹا دیا
صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

یہ ہے شیروں کا کام، یہ اللہ کے مَردوں کا کام ہے کہ اللہ کے لئے ساری لذتوں کو خاک میں ملادیتے ہیں۔ میرے مُرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ خط لکھا، یہ مجھے کس نے بتایا؟ میں ایک کام سے سلطان پور گیا۔ حاجی عبدالواحد صاحب، ایک بڑے میاں تھے جو حکیم الامت سے بیعت تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہارے پیر کی ایک بات تمہیں سُناتا ہوں جو تم مجھ ہی سے سُنو گے کیونکہ وہاں کوئی اور نہیں تھا۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ ایک خط آیا ہے اعظم گڈھ سے جس میں لکھا ہے کہ میں جب دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو لگتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ یہ شخص اپنے زمانہ کا صدیق ہے، اپنے زمانے کے اولیائے صدیقین میں سے ہے۔

حاجی عبدالواحد نے بتایا کہ یہ تمہارے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کا خط تھا۔ آہ! دنیا ہی میں اللہ والوں کے کیسے کیسے حالات ہوتے ہیں۔

ترکِ گناہ کے مجاہدہ کا انعام

اللہ کے راستہ میں گناہوں سے بچنے کا غم اٹھانے اور مجاہدوں کے رگڑے کھانے سے یہ مقامات نصیب ہوتے ہیں۔ میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تلّی دُھلی ہوئی ہے، رگڑی رگڑائی ہے اور اتنی رگڑی گئی ہے کہ چھلکوں کے غلاف میں اس کا تیل نظر آرہا ہے کہ اگر سوئی چبھودو تو تیل باہر آجائے۔ اب اس کو گلاب کے پھول میں بسایا جارہا ہے جس سے وہ تلّی گلاب کی خوشبو کو اپنے اندر جذب کر رہی ہے کیونکہ رگڑی رگڑائی ہے، مجاہدے سے گذری گذرائی ہے۔ اب سارے گلاب کا اثر اس میں آئے گا۔ جب اس کو کولہو میں پیلیں گے یا مشین میں پیسیں گے تو روغنِ گل نکلے گا کیونکہ تلّی کے تیل پر گلاب کے پھول کا اثر غالب ہوگیا۔ اسی طرح اگر اس تل کو چنبیلی میں بسایا جائے تو روغنِ چنبیلی بنے گا۔ تل سے روغنِ گُل بنایا جارہا ہے روغنِ چنبیلی بنایا جارہا ہے، حالانکہ نہ یہ گلاب ہے نہ چنبیلی ہے مگر رگڑ رگڑ کر مجاہدے سے اس کو حساس بنادیا گیا اور گلاب اور چنبیلی کی خوشبو کے جذب کی صلاحیت اس میں پیدا ہوگئی، جذب فیضِ مرشد کی خاصیت اس میں آگئی۔

اسی طرح جو لوگ گناہوں سے بچنے کا غم اٹھاتے ہیں، دل پر غم جھیلتے ہیں اور اللہ کو ناراض کرکے حرام مزہ نہیں لیتے اس غم کی وجہ سے ان کا قلب حساس، لطیف اور جذب فیضِ مرشد کی صلاحیت حاصل کرلیتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک شیخ کے دس مرید ہیں مگر دس کا تقویٰ اور دس کا تعلق مع اللہ الگ الگ ہوتا ہے۔ جس نے جتنا زیادہ اپنے نفس کو رگڑا ہے اتنا ہی زیادہ اس کے اندر شیخ کا فیض جذب ہوگیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلانے شیخ اور مرشد کے تو سو مرید ہیں مگر سب کا حال الگ الگ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سب کو یکساں فیض نہیں ملتا، ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق ملتا ہے۔ بارش ہوتی ہے تو پہاڑوں پر اس کا اثر اور ہے، پتھریلی زمین پر اور ہے اور ملائم زمین پر اور ہے۔

اللہ کا پیارا بننے کا راستہ

آج دو بات عرض کرتا ہوں کہ جن کی قسمت میں اللہ نے کسی صاحب نسبت شیخ کو مقدر کردیا اور شیخ سے تعلق جوڑ دیا اور شیخ کا بتایا ہوا ذکر بھی کررہے ہیں، وہ ذرا سا حوصلۂ مردانہ اور ہمتِ شیرانہ کرلیں اور دانت پیس کر ارادہ کرلیں کہ اللہ کو ناراض کرکے حرام مزہ قلب میں نہیں آنے دیں گے اور دل پر اللہ کے راستے کا مزے دار غم جھیل لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں کیا ایسے غم اٹھانے والوں کو وہ پیار نہ کریں گے؟ اگر آپ کے سینہ میں انسانی دل ہے تو خود سوچیے کہ

آپ سے ملنے کے لئے ایک آدمی آیا لیکن آپ کے حاسدین نے راستہ میں اُس کے کپڑے پھاڑ دیئے اور اُس کو اتنا مارا کہ جگہ جگہ سے خون بہہ رہا ہے مگر وہ بڑا ہمت والا ہے، آپ کا عاشق ہے اور کہہ رہا ہے ؎

بلا سے جان جائے گی تماشا گھس کے دیکھیں گے

جب وہ آپ سے ملے گا تو آپ اُسے سینے سے لگائیں گے یا نہیں؟ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے راستے میں بڑی مشکلات تھیں، آپ کے دشمنوں نے مجھے بہت مارا جس سے میرے کپڑے بھی پھٹ گئے اور میں خون میں لت پت ہو کے آیا ہوں مگر آپ کو نہیں چھوڑا تو اگر کوئی سینے میں دل رکھتا ہے تو ایسے دوست کو جو اتنی مصیبت اٹھا کے اِس سے ملے گا تو کیا اِس کے دل میں کچھ رحم آئے گا یا نہیں؟ جب مخلوق کو رحم آئے گا تو اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ میرا بندہ ہر وقت اپنی نظر بچا کر خونِ آرزو کرتا ہے، جہاں دیکھتا ہے کہ میرا مولیٰ ناراض ہوگا وہیں خونِ آرزو کرتا ہے اُس کے قلب میں خون کا دریا بہہ رہا ہے پھر سارا عالَم اُس کو چھپا سکے ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو نہیں چھپنے دے گا کہ جس بندے نے میری راہ میں اتنا غم اٹھایا ہے اُس کو اللہ چمکا کے سارے عالَم میں اُس کی خوشبو اُڑا دے گا۔ اب اِس پر میرا شعر سن لو ؎

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

اگر کوئی ایک نظر بچا کر قطرۂ خونِ دل، قطرۂ خونِ آرزو کرتا تو ممکن ہے کہ ایک قطرۂ خون کو کوئی چھپا دیتا لیکن جو رات دن غم اُٹھا رہا ہے، اللہ کے راستے میں مولیٰ کو راضی رکھ رہا ہے اور ہمتِ مردانہ اور ہمتِ شیرانہ استعمال کر رہا ہے اور اُس کا قلب خون کا دریا اپنے اندر رکھتا ہے، دنیا دیکھے نہ دیکھے مگر اللہ ہر وقت دیکھ رہا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری راہ میں غم اُٹھا اُٹھا کر خونِ آرزو کر کر کے دریائے خون سے گذر رہا ہے تو کیا وہ اللہ ارحم الراحمین اُس کے خونِ آرزو کو رائیگاں کر دے گا؟ جب آپ مخلوق ہوکر اپنے دوستوں کے خون کو رائیگاں نہیں کرتے، اُس کو انعام اور شاباشی دیتے ہیں اور اپنی دوستی کا اعلیٰ مقام دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہیں وہ بھی اپنے ایسے بندوں کو اپنی دوستی کا اعلیٰ مقام دیتا ہے اور اُس کے خونِ آرزو کو رائیگاں نہیں کرتا اور سارے عالم میں اُس کو چمکا دیتا ہے کیونکہ اُس کا دل شامی کباب بن چکا تو سارے عالم میں اُس کی خوشبو کو اُڑا دیتا ہے۔
اب اخترؔ کا شعر دوبارہ سنئے۔

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چُھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چُھپائے گی لہو کا دریا

یہ گُل پارے اور حاسدین اور مٹی کے ڈھیلے کسی اللہ والے کے دریائے خون کو پاٹ نہیں سکتے۔

لذتِ ترکِ گناہ

دوستو ! یہ زندگی پھر دوبارہ نہیں ملے گی یہ مزہ، یہ مجاہدے کا مزہ، یہ اللہ پر مرنے کا مزہ، یہ خونِ آرزو کرنے کا مزہ، حق تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش لانے کا مزہ پھر دوبارہ نہیں ملے گا۔ ایک خونِ آرزو پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دریا میں جوش آجاتا ہے اور وہ شاباشی دیتے ہیں اور حلاوتِ ایمانی سے اُس کا قلب بھر دیتے ہیں۔ ہر خونِ آرزو پر اور نظر کی حفاظت پر اللہ حلاوتِ ایمانی دیتا ہے۔ جس شخص نے ایک نظر بچائی اُس کو ایک حلوۂ ایمانی ملا اور جس نے سو نظر بچائی اُس کو سو حلوۂ ایمانی نہ ملے گا؟ پھر اُس کی دُکان حلوۂ ایمانی کی کتنی بڑی ہوگی، سمجھ لو۔ ہر شخص کے حلوۂ ایمانی کی دُکان الگ الگ ہے۔ ایک آدمی دو چار نگاہ بچالیتا ہے اور ایک آدمی ہے جو ایک نگاہ بھی خراب ہونے نہیں دیتا اور دل سے کہتا ہے کہ ؎

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اِس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

واللہ قسم کھا کے کہتا ہوں اُن دوستوں سے جو اختر سے محبت اور اعتماد رکھتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ کی منزل کی طرف صحیح راستے پر لے جارہا ہے کہ ہر خونِ آرزو پر اللہ تعالیٰ اتنی مٹھاس، اپنا اتنا قُرب دے گا کہ دنیا کی لیلاؤں کو کیا حوروں کو بھی یاد نہ کروگے کیونکہ اللہ تعالیٰ حوروں کے خالق ہیں اور حوریں مخلوق ۔ وہ جب اپنے قُرب

کی لذت دیتا ہے تو پھر سمجھ لو کہ دونوں جہان میں اس کا کوئی مثل نہیں ہے سوائے دیدارِ الٰہی کے جو جنّت میں نصیب ہوگا۔ جن کو اللہ نے یہ مزہ دیا اُن سے پوچھو۔ شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کا قول ہے جسے میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سُنایا کہ شاہ صاحب فرماتے تھے کہ جنّت میں جب حوریں میرے پاس آئیں گی تو میں کہوں گا کہ بی بیٹھو میں تلاوت کر رہا ہوں تم بھی میرے اللہ کا کلام سُنو ورنہ اپنا راستہ لو۔ بتایئے کہاں یہ اللہ والے، عاشقانِ ذاتِ حق اور کہاں لوگ دوسرے ذوق دل میں لئے ہوئے ہیں جو بے شک جائز ہیں لیکن اللہ والوں کے عشق کا مقام کچھ اور ہے مگر جائز ذوق کیا ہے ؟ جنّت کی نعمتوں، جنّت کی حوروں کی طرف لالچ کرنا۔ اگر کوئی عاشقِ صورت حوروں کی لالچ میں نامحرم صورتوں سے، حرام لذتوں سے بچتا ہے تو یہ محمود ہے، مطلوب ہے، باعث اجر و ثواب ہے لیکن عاشقانِ حق کا مقام بہت بلند ہے کہ وہ جنّت کی لالچ میں نہیں، اللہ کی رضا کے لیے، اللہ کی ذات کے لیے گناہوں سے بچتے ہیں اور جائز ذوق کی ترجمانی اس شعر میں ہے۔

دنیا سے مر کے جب تم جنّت کی طرف جانا
اے عاشقانِ صورت حوروں سے لپٹ جانا

یہ میرا ہی شعر ہے۔ میں ہر نظارہ دکھاتا ہوں کہ عاشقانِ صورت کا یہ منظر ہے اور عاشقانِ ذاتِ حق لیلائے کائنات کے خالق پر فدا

ہوتے ہیں یہاں بھی وہاں بھی۔ یہ سمجھ لو کہ ہر لیلیٰ کا ڈیزائن الگ ہے، ہر لیلیٰ کا نمک الگ ہے تو اے لیلاؤں کے ڈیزائن پر مرنے والو! جو سارے عالَم کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ڈیزائن دے رہا ہے اگر وہ ڈیزائنر (Designer) تمہارے دل میں آجائے گا تو تم ایک لیلیٰ نہیں سارے عالَم کی لیلاؤں کے ڈیزائن کو پا جاؤ گے کیونکہ ڈیزائنر میں لیلیٰ کاری کی صنعت کاری موجود ہے۔ کیا کہیں دوستو میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور لذت اور قُرب کے مقام کو بیان کرسکوں لیکن جو کچھ عرض کرتا ہوں اِس کو بھی غنیمت سمجھو اور جو لوگ دنیاوی لیلاؤں کے مختلف ڈیزائن کے چکر میں ہیں تو اُن کی پریشانی کا بھی عجیب عالَم ہے کیونکہ دل تو ایک ہی ہے، ایک ڈیزائن کو دیکھا اور ہائے ہائے کیا کہ کاش یہ مل جاتی، دوسری ڈیزائن کو دیکھا اور ہائے ہائے کیا۔ ساری زندگی ہائے ہائے کرتے رہو۔ ظالمو! کاش کاش کرتے رہو اور دل پاش پاش ہوتا رہے گا۔ ہائے ہائے چھوڑو اور جس کو دیکھ کر ہائے ہائے کر رہے ہو، جس ڈیزائن کو دیکھ کر تم حیران و سرگرداں اور پریشان ہو اُس کا ڈیزائنر تلاش کرو وہ یہیں دنیا میں مل جائے گا۔ کیسے؟ اللہ والوں کے پاس جاؤ، اُن سے اللہ کی محبت سیکھو۔ چند دن محنت کرنی پڑے گی، چند دن خونِ تمنا کرنا پڑے گا، چند دن ان لیلاؤں سے صَرفِ نظر کرنا پڑے گا لیکن پھر گناہوں کے ترک سے

دل میں ایسی حلاوت ایسی مٹھاس ملے گی کہ تمام لیلاؤں کو بھول جاؤ گے جب وہ خالقِ لیلائے کائنات دل میں اپنی تجلیاتِ خاصہ سے مُتجلّی ہوگا تو عالَم غیب برائے نام عالَم غیب رہے گا اور اُس مولیٰ کا قُربِ خاص دل محسوس کرے گا۔ پھر عالَم ہی کچھ اور ہوگا۔ پھر ان شاء اللہ ہر وقت آپ کا قلب اللہ سے مست رہے گا۔ بیوی کا بھی حق ادا کرو گے لیکن اللہ کا حکم سمجھ کر مگر جب اذان ہوجائے گی تو اُس وقت کہوگے کہ میری لیلیٰ اب میں مولیٰ کے حضور میں جارہا ہوں۔ جان دے سکتا ہوں ایمان نہیں دے سکتا، اب جماعت سے نماز ادا کروں گا۔ تو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو تلاش کرلیا اور مولیٰ کو اپنے قلب میں پالیا، جو سارے عالَم کی لیلاؤں کے ڈیزائنر کو پاگئے، سارے عالم کی مِٹھائیوں کی چاشنی اور مِٹھاس دینے والے کو پاگئے، بخشندۂ شیرینی کائنات کو پاگئے تو پھر سمجھ لو وہ یہی کہتے ہیں جو مولانا رومی فرماتے ہیں۔

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد

اے دل یہ چینی زیادہ میٹھی ہے یا چینی کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے۔ ارے شکر کیا جانے میرے مولیٰ کی مِٹھاس کو۔

از لبِ یارم شکر راچہ خبر

اِس شکر کو میرے اللہ کے نام کی مِٹھاس کی خبر ہی نہیں ہے کیونکہ شکر محدود ہے، یہ غیر محدود لذّت کی حامل نہیں ہوسکتی۔

بس عاشقوں کے قلب ہی میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیر محدود مٹھاس کو اپنے قلبِ محدود میں پاجاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو کرامت ملی ہے، اللہ نے اُن کے دل کا میٹیریل (Material) ایسا بنایا ہے۔ اُس مٹھاس کو پاکر ہی وہ کہتے ہیں ؎

اے دل ایں شکر خوشتر یا آنکہ شکر سازد
اے دل ایں قمر خوشتر یا آنکہ قمر سازد

اے دل یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا جس نے اِس شکر کو پیدا کیا ہے وہ زیادہ میٹھا ہے اور اے دل یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے۔ اِس لئے جو خالقِ شمس و قمر کو پاگئے اُن کو سورج اور چاند کی روشنی لوڈ شیڈنگ معلوم ہوتی ہے جب تک اللہ کا نام نہ لے لیں یہ شمس و قمر اُن کو پھیکے معلوم ہوتے ہیں۔ اِس لیے وہ دنیا کے سورجوں اور دنیا کے چاندوں پر فدا نہیں ہوتے۔ اگر مجنوں کو کوئی شمس الدین تبریزی مل جاتا تو اُس کے عشقِ لیلیٰ کو اپنی روحانی طاقت سے عشقِ مولیٰ میں تبدیل کر دیتا اور وہ پاگل نہ ہوتا بلکہ اللہ والے پاگلوں کو آب و گل سے نکال کر، فانی دلدلوں سے نکال کر، عشقِ فانی کے ہنگاموں اور زلزلوں سے نکال کر اللہ کی غیر فانی محبت کے زمزموں سے ایسا مست کر دیتے ہیں کہ سارا عالَم مع اپنی لذتوں کے اُن کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔

حُسنِ مَجاز کی فنائیت اور داستانِ عبرت

اور اگر کسی اللہ والے کی صحبت نہ ملے تو مٹی کے اِن کھلونوں ہی میں یہ دنیا والے مست رہتے ہیں۔ اپنی آنکھوں سے حُسن کو مٹی ہوتے دیکھتے ہیں لیکن پھر بھی یقین نہیں آتا کہ یہ مٹی کے کھلونے ہیں۔ آہ ! مٹی کے کھلونوں کی خاطر اپنی آخرت کو، ہمیشہ کی زندگی کو جہاں کبھی موت بھی نہ آئے گی تباہ کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔

کیا کہیں اِس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے عبرت انگیز بنایا ہے۔ سولہ سال کی لڑکی کو دیکھو تو عقل بَر معلوم ہوتی ہے، کہتے ہیں کہ یہ تو عقل اُڑا رہی ہے۔ پی آئی اے کی ایئر ہوسٹس جب میک اپ کرلیتی ہے تو نفس میں پِک اَپ (Pick up) ہوتا ہے لیکن اِن ہی کو بڑھاپے میں دیکھو، جب ریٹائر ہوجائیں تو جاکر اِن کی خیریت پوچھو۔ سولہ برس کی گُڑیا جب ساٹھ برس کی بڑھیا بن کر لٹھیا لئے ہوئے آئے گی تو اُس کو دیکھ کر کیا نفس میں پک اَپ ہوگا، کیا اُس وقت اُس سے اظہارِ محبت کرو گے اور اُس پر دل و جان فدا کرنے کو جی چاہے گا ؟ یا اُس کو دیکھ کر بھاگو گے۔ اِسی طرح سولہ سال کے جس حسین پر مرتے ہیں وہی سولہ سال کا گُڈّا جب ساٹھ برس کا بڈّھا بن جائے گا تو پھر اُس کو دیکھ کر کیوں بھاگتے ہو اور کیوں کہتے ہو کہ تمھیں دیکھ کر تکلیف ہو رہی ہے۔ جس کو دیکھ کر خدا کو بھول جاتے تھے، خدا کا خوف

نہ آتا تھا اُسی کو دیکھ کر اب کیوں پاجامہ باندھ رہے ہو۔ زوالِ حُسن کے بعد اب عقل ٹھیک ہوگئی لیکن اب کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اگر عین شبابِ حُسن کے وقت بچتے تو اللہ کو پا جاتے۔

آہ ! سارا عالَم مُردہ ہے ۔ یہ دنیا مُردوں کا قبرستان ہے۔ جو آج چل رہے ہیں سمجھ لو یہ سب قبروں میں لیٹے ہوئے ہیں۔ جتنے آدمی زمین کے اُوپر ہیں سو برس کے اندر سب زمین کے نیچے قبر میں چلے جائیں گے۔ ہر صدی کے بعد زمین کے اُوپر کا سارا طبقہ زمین کے نیچے چلا جاتا ہے۔ ذرا سوچو تو کہ کس پر جان دیتے ہو۔ ارے مُردوں پر کیا جان دینا ہے۔ اُن کے حُسن کا نقد مال نہ دیکھو، اُن کا زوال دیکھو تو اُن کے فتنہ سے محفوظ رہو گے۔

اُن کے بچپن کو اُن کے بچپن سے
پہلے سوچو تو دل نہیں دو گے

اگر نقد نرائن دیکھو گے، اور اُن کے ڈیزائن پر مرو گے تو اللہ کے خزائن سے محروم رہو گے۔ اُن کا انجام دیکھو کہ ہر لڑکی نانی امّاں ہونے والی ہے اور ہر لڑکا نانا ابّا ہونے والا ہے۔ اگر کوئی اِس کو چیلنج کرے کہ فلاں لڑکی ایسی معشوقہ ہے جو ہمیشہ جوان رہے گی اور کبھی نانی امّاں نہیں بنے گی اور فلاں لڑکا ایسا معشوق ہے جو ہمیشہ جوان رہے گا اور کبھی نانا ابّا نہیں بنے گا تو میں اُس کا چیلنج قبول کرتا ہوں اور میں اُس کا مقابلہ کروں گا اور عقل کی

بین الا قوامی عدلیہ میں ثابت کروں گا کہ ہر لڑکی کو نانی امّاں بننا ہے اور ہر لڑکے کو نانا ابّو بننا ہے چاہے اُس کے نواسہ نواسی ہوں یا نہ ہوں۔ بغیر نواسہ نواسی کے بھی لڑکی نانی امّاں معلوم ہوگی اور لڑکا نانا ابّا معلوم ہوگا۔ میں ایسے ہی تھوڑی کہتا ہوں، تم اِس کو تسلیم کرو گے، اِس کے خلاف بول نہیں سکتے، اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں لاسکتے، تمہارا دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ تَوَہُّم اور مَجاز ہے اور میں بلا خوف تردید جو دعویٰ کررہا ہوں وہ مُدَلَّل ہے، مُسَلَّم ہے، حقیقت ہے کہ اگر کوئی حسین اور حسینہ طے کرلیں اور اسٹامپ پیپر پر آپس میں معاہدہ اور پیکٹ بھی کرلیں کہ ہم اپنی جوانی کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے اور ہر وقت ایک دوسرے سے چپٹے رہیں گے، ایک لمحہ کو بھی الگ نہیں ہوں گے تو میں کہتا ہوں کہ ایک دوسرے سے چپٹے چپٹے وہ بڈھے ہو جائیں گے، اُن کے کالے بال سفید ہوجائیں گے، دانت اُکھڑ کر گر پڑیں گے، گال پچک جائیں گے۔ یہ کوئی فرضی قصّے نہیں ہیں، یقینیات ہیں۔ یہ یقینی ہے کہ اُن کے دانت اُکھڑ کر باہر آنے والے ہیں، کالے بال سفید ہونے والے ہیں، کمر جھکنے والی ہے، آنکھوں سے کیچڑ بہنے والا ہے اور ایسا بُڑھاپا آنے والا ہے کہ دیکھ کر نفرت ہونے لگے گی۔ پھر کون ہے جو کسی بڈھے کو معشوق بنائے اور کون ہے جو کسی بڈھی معشوقہ سے آنکھ لڑائے۔

چند روزہ بہار ہے اور چند دن کا مُجاہدہ ہے۔ چند دن مُجاہدہ کرلو اور ہمیشہ کو چین پاجاؤ۔ دیکھئے انسان کی زندگی کا زمانہ تین حِصّوں پر تقسیم ہے، بچپن جوانی اور بُڑھاپا۔ بچپن ناقابلِ اِلتفات ہے اور بُڑھاپا ناقابلِ اِلتفات ہے۔ دو ناقابلِ اِلتفات کے بیچ میں جوانی کا زمانہ ہے اور یہی امتحان ہے۔ صرف جوانی میں مُجاہدہ کرلو، دل اور آنکھوں کو بچالو اور وہ بھی حرام سے۔ حلال کو ہم منع نہیں کرتے۔ اگر پیسہ ہے شادی کرلو اور حلال مزہ لے لو لیکن اگر کوئی غریب ہے، شادی نہیں ہورہی ہے یا کسی کی قسمت ہی میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میرا بندہ رومانٹک مزاج ہے، حُسن پر حریص ہے، اگر اِس کی شادی کردوں گا تو رات دن ایک کردے گا، اِعتِدال میں نہیں رہے گا اور اپنی صحت خراب کرلے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر ایسوں کے لئے انتظام ہوتا ہے کہ اُن کی شادیاں نہیں ہوتیں۔ تو ایسے لوگ صبر کریں اور میرے اِس شعر پر عمل کریں ؎

جب نہیں دی مجھے حلال کی مے
کیوں پیوں چھُپ کے میں حلال کی مے

اللہ کو راضی کرنے کی مشق کرنا اللہ کو حاصل کرنے کے مُترَادِف ہے۔ اگر خونِ تمنّا نہیں کرنا ہے تو اِس راہ میں قدم نہ رکھو۔ یہ راستہ ہیجڑوں کا نہیں ہے، شیر مَردوں کا ہے، مَردانہ ہمت سے کام لو۔ خدا نے ہیجڑا نہیں بنایا، اپنے اختیار سے ہیجڑا اور

بزدل بنے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہمت عطا فرمائی ہے، پھر تقویٰ فرض کیا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم بہانہ کردیں کہ صاحب کیا کریں ہمارے اندر تو ہمت ہی نہیں ہے کہ ہم نظر بچائیں، حسینوں سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہیں کہ ہمت نہ دیں اور تقویٰ فرض کردیں۔ سب کو ہمت دی ہے لیکن ہم اپنی ہمت کو استعمال کرنے کی ہمت نہیں کرتے جیسے اپنے بچے کی محبت میں بھینس دودھ چڑھا لیتی ہے، پھر لاکھ اُس کے تھن پر ہاتھ مارو مجال ہے جو دودھ اُتارے، ہاں اگر مالک کی محبت بچہ سے زیادہ ہوجائے۔ اِسی طرح اگر ہم کو اپنے پیدا کرنے والے مالک کی محبت نفس کی خواہشات سے زیادہ ہوجائے تو تقویٰ بالکل آسان ہے۔ جو نفس کو حرام لذتوں کی غذا دیتا ہے، نفس کا خون نہیں پیتا وہ بخدا کبھی باخدا نہیں ہوسکتا لہٰذا اپنی جانوں پر رحم کرو، ہیجڑے پن سے توبہ کرو اور اِس میں کوئی نیک نامی بھی نہیں ہے۔ پوچھ لو اُن سے جنہوں نے خواہشاتِ نفس سے سودا کر رکھا ہے کہ جن کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو اُن کی نگاہوں میں عزت والے ہو یا کُتّے اور سُؤر سے زیادہ بدتر معلوم ہوتے ہو؟ اپنی ذلت و خواری گوارا کرتے ہو اور اللہ سے بھی محروم رہتے ہو۔ آہ! اللہ سے محرومی دونوں جہان سے محرومی ہے کیونکہ اللہ دونوں جہان کا مالک ہے۔ جو دونوں جہان کے مالک کو راضی رکھتا ہے اُس کو دونوں جہان

ملتا ہے اور جو نفس کی چالوں میں آتا ہے وہ دونوں جہان سے محروم رہتا ہے اور اللہ والا بھی نہیں ہوسکتا اور **خسرالدنیا والآخرہ** کا مصداق ہو کر دونوں جہان میں خائب و خاسر و نامراد رہتا ہے۔ صرف کمینے اور محروم لوگ ہی کہتے ہیں کہ ہمارے اندر ہمت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمت ہے اور اِس کی دلیل یہ ہے کہ ابھی کوئی پستول دکھا دے تو مجال ہوگی گناہ کرنے کی؟ کیا اُس وقت کہو گے کہ جان رہے یا جائے مجھ کو اِس کی پرواہ نہیں یا تگ ٹُٹ بھاگو گے جیسے باگ ٹوٹ جائے تو گھوڑا بھاگتا ہے ایسے ہی یہ شخص بھاگے گا۔ بات یہ ہے کہ جان پیاری ہے۔ اگر ایمان پیارا ہوتا تو گناہ سے ایسے ہی بھاگتا۔ جو جان لُٹا دے گا وہ جان چھڑا لے گا اور اللہ کو پالے گا۔ اگر اللہ کا ملنا محال ہوتا تو تقویٰ فرض ہی نہ ہوتا۔ ناممکن کام اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیوں دیتے۔ ہم تقویٰ کو مشکل کرلیتے ہیں دیکھ دیکھ کر للچا للچا کر۔ اگر نظر کی حفاظت کرلیں تو کوئی پرچہ مشکل نہیں۔ اِس زمانے میں کوشش کرو کہ پہلی نظر بھی خراب نہ ہو، احتیاط سے نظر اُٹھاؤ کیونکہ پہلی نظر معاف تو ہے کیونکہ بے اختیار ہے اور اِس سے بچنا مشکل ہے لیکن نقصان دہ وہ بھی ہے کیونکہ شیطان کا زہر آلود تیر ہے اور زہر کوئی اَن جانے میں بھی کھالے تو اُس پر گناہ تو نہ ہوگا لیکن زہر نقصان تو کرے گا۔ اِس لئے بے پردگی و عریانی کے اِس زمانے

میں اچانک نظر میں بھی احتیاط کرو ورنہ جو بے فکری سے اچانک نظر ڈالے گا وہ اچانک میں چٹنک کی چٹنک زہر کی پی جائے گا۔ بس اِس زمانے میں اللہ والا بننے کا راستہ قلب و نظر کی حفاظت ہے۔ اِس میں دل کا خون ہو تو ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہم سے خونِ ارمان ہی چاہتے ہیں۔ میرا شعر ہے۔

نَے تیرا دل نَے تیری جاں چاہیے
اُن کو تجھ سے خونِ ارماں چاہیے

جس کو اپنے ارمانوں کا خون کرنا آ گیا وہ خدا کو پا گیا اور جو خدا کو پاجائے گا وہ کیا کچھ نہ پا جائے گا، دونوں جہان کی لذتوں سے بڑھ کر مزہ اُس کو نہ آئے گا؟

بس کیا کہوں میرے دل میں جو مضمون ہے وہ ادا نہیں ہوا، اس کی ترجمانی نہیں ہوسکتی۔ لُغت فیل ہوجاتی ہے، الفاظ ہاتھ جوڑ لیتے ہیں کہ اِس سے آگے ہماری پرواز نہیں۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ سے فریاد اور رونے کے سِوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ بس روتا ہوں کہ اے اللہ آپ ہی میری آہ کو میرے دل میں اور سامعین کے دلوں میں اتار دیجئے۔

تو دوستو یہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ نے عقل دی ہے، ذرا سوچو تو کہ جو اللہ دونوں جہان کی لذتوں کو پیدا کرتا ہے وہ اگر ہمارے قلب کو حاصل ہوجائے تو کیا ہمارا قلب حاملِ لذاتِ

دوجہاں نہیں ہوگا؟ جو خود بے مزہ ہو وہ بامزہ چیز کو کیسے پیدا کرے گا۔ پس جو دونوں جہان کی لذتوں کا خالق ہے وہ بھلا خود بے مزہ ہوگا؟ لہٰذا دو کام کرلو تو مولیٰ مل جائے گا، ڈیزائن پر مرنے کی ضرورت نہیں ہے ڈیزائنر مل جائے گا۔

بس دو ہی کام ہیں: (۱) کسی اللہ والے سے محبت کرو، اس کی صحبت اُٹھاؤ۔ اہل اللہ کی پیوند کاری کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نازل فرمایا ہے کونوا مع الصادقین کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو۔ یہ پیوند کاری خدائی ٹیکنالوجی ہے کہ تمہارا دیسی دل جب اللہ والوں کے دل سے پیوند کھائے گا تو پھر تم ویسے ہی ہوجاؤ گے جیسا تمہارا پیر ہے۔ (۲) اور دوسرا کام ہے اللہ کے راستہ میں گناہ چھوڑنے کا غم اُٹھانا۔

خونِ دل کا بے مثل خوں بہا

بس چند دن اپنی آرزوؤں کا خون کرلو۔ صاحبو! وہی دردِ دل پا جاؤ گے جو اُس اللہ والے کو حاصل ہے جیسا کہ میرے شیخ نے جونپور میں مجھے دکھایا تھا کہ جو تِلّی ثابت ہے اگر غلطی سے اُس کو گلاب کے پھول میں رکھ دیا تو گلاب کی ذرا سی خوشبو بھی نہیں آئے گی لہٰذا اپنے قلب کے تِل کو مجاہدات سے رگڑ رگڑ کر حساس اور لطیف کرلو، غم اُٹھا لو اورایک لمحہ مالک کو ناراض نہ کرو۔ ان شاء اللہ اِس کا بے مثل

صلہ ملے گا، بے مثل خوں بہا ملے گا۔ جو اللہ، شریعت میں قانون خوں بہا کا بنا سکتا ہے کہ اگر کوئی کسی کو قتل کردے تو اُس کا خوں بہا اُس پر فرض کرتا ہے تو وہ ارحم الراحمین اللہ اپنے راستے میں اپنے عاشقوں کو خونِ آرزو پر خوں بہا نہ دے گا؟ وہ خونِ آرزو پر بے مثل خوں بہا، بے مثل صلہ اور بے مثل بدلہ دیتا ہے جس کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ جو نظر بچاتا ہے اللہ اُس کو حلاوتِ ایمانی دیتا ہے، آنکھ کی مٹھاس لے کر دل کی مٹھاس دیتا ہے اور کیا کیا دیتا ہے، اُن کے راستے میں اپنی آرزو کا خون کرکے تو دیکھو۔ دنیا والے تو ایک خوں بہا دے سکتے ہیں یا مال دیں یعنی دِیَت جو شَرِیعَت کا حکم ہے یا پھر اُس کا قِصاص ہے کہ قتل کردیں لیکن اللہ تعالیٰ جو خوں بہا دیتا ہے وہ بے شمار و بے حساب اور غیر محدود ہوتا ہے اور اُس کا کوئی مثل بھی دنیا میں نہیں پاؤ گے۔ اِس لئے ہر ولی اللہ اپنے قلب میں ایک لذتِ بے مثل رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بے مثل ہے تو اُن کے نام کی لذت بھی بے مثل ہے، غیر محدود ہے، غیر فانی ہے۔ دنیا کے سلاطین محدود تخت و تاج رکھتے ہیں، اللہ والے غیر محدود تخت و تاج رکھتے ہیں، دنیا کے عاشقین پاپڑ بریانی شامی کباب محدود کھاتے ہیں لیکن اللہ والے جب ایک دفعہ اللہ کہتے ہیں تو سارے عالَم کے انگوروں کا رس، سارے عالَم کے شامی کباب اور بریانی کا مزہ اُن کے دل میں پہنچ جاتا ہے کیونکہ وہ خالقِ انگور ہے، خالقِ سیب ہے،

خالقِ کباب و بریانی ہے، خالقِ لذاتِ دوجہاں ہے۔کیا کہیں دوستو سچ کہتا ہوں کہ اب کائنات کی لُغت پیچھے ہٹ رہی ہے کہ اب اِس سے زیادہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو نہیں بیان کرسکتے لیکن ہم کہتے ہیں کہ کوئی شخص شامی کباب کی تعریف بیان نہ کرسکے لیکن شامی کباب کھالے تو مزہ پائے گا یا نہیں؟ آپ یہ نہ دیکھیں کہ اختر نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمتوں کو صحیح لُغت سے تعبیر کیا ہے یا نہیں لیکن مان لو کہ ایک دیہاتی ہے، بے چارہ اُردو بھی نہیں جانتا لیکن شامی کباب آپ اُس کے منہ میں ڈال دیں تو خود ہی اُس کی سمجھ میں آجائے گا کہ میرے منہ میں کباب کی جو لذت ہے اُس کی تعبیر کے لیے اب کسی لُغت کی ضرورت نہیں۔ لیکن اِس کے لیے بس دو کام کرلو۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کے کسی خاص بندے سے دوستی کرلو اور جگری دوستی کرلو اور کچھ دن اُس کے ساتھ رہ لو، سَفَر میں حَضَر میں دیکھو کہ وہ خوشی میں کیسا رہتا ہے، غُصّے میں کیسا رہتا ہے، لیلائے کائنات اور مجانین عالَم کے ساتھ اُس کا کیا رویہ ہے، بادشاہوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے اور غریبوں کے ساتھ کیسا رہتا ہے۔ اُس کی زندگی کے ہر موڑ پر ان شاء اللہ آپ پہچان جائیں گے کہ اُس کے دل میں کوئی عظیم الشّان مال ہے جس کی وجہ سے یہ تمام دنیا کے مال کی طرف دیکھتا بھی نہیں، حسینانِ کائنات کی طرف نظر بھی نہیں اُٹھاتا اور دوسرا کام میں نے بتا دیا کہ اللہ کے راستے میں گناہ چھوڑنے کا غم اُٹھانے میں پیچھے نہ ہٹو،

ہیجڑے نہ بنو، لومڑی نہ رہو، ہمتِ مَردانہ اختیار کرو۔ پرتاب گڑھ میں ایک گویا آیا مقدمے کے لئے میرے ایک وکیل دوست کے پاس۔ اُنہوں نے کہا کہ کچھ اشعار سُنا دے تو میں تیرا مقدمہ لڑوں گا۔ اُس نے کہا سُنئے صاحب۔

بُلبُل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہئے

اب میرے کان کھڑے ہوگئے کیونکہ عشق کی بات جہاں بھی ہوتی ہے میں فوراً کان لگا دیتا ہوں، سبق لیتا ہوں بچپن ہی سے۔

بُلبُل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہئے
پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہئے
فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہئے
مجنوں نے کہا ہمتِ مَردانہ چاہئے

میں وہی آپ سے اپیل کرتا ہوں اپنے نفس سے بھی اور آپ کے نفسوں سے بھی اِسی کی گذارش کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہمیں ہمتِ مَردانہ نہ دیتا تو احکام مَردانہ بھی نہ دیتا۔ ہم کو ہمت اور طاقت دے کر حکم دیا کہ نظر بچاؤ اس کے بعد ہم آپ کیوں ہمت نہیں کرتے، کیوں ہمت چور بنتے ہو، بھینس کی طرح دودھ چور جو اپنے بچہ کے لیے دودھ چڑھالیتی ہے۔ یہی حال نفس کا ہے جو حرام لذتوں کے لیے ہمت چوری کرتا ہے، پوری ہمت استعمال نہیں کرتا۔ بس جس دن ارادہ کرلوگے کہ اے ظالم نفس تیری لذتوں سے مجھے میرا اللہ

زیادہ پیارا ہے، ساری زندگی اے نفس تیری ڈیمانڈ کو مثل سانڈ کے میں نے آزمایا ہے لیکن مجھے عرق بید مُشک اور افتیمون ولائتی صرح بستہ پینا پڑا اور میرے قلب میں پریشانیوں کے ہنگامے شروع ہوگئے، تیری بات مان کر کبھی چین نہ پایا لیکن اللہ کی بات جب مانی تو اللہ نے میرے قلب کو چین دیا لہٰذا اُس مولائے کریم کی بات مانو اور نفس دشمن کی بات مت مانو اور آج سے ارادہ کرلو کہ چاہے جان رہے یا نہ رہے اے نفس تجھے لگام دینا ہے، تجھے لگام دینا ہے اور مجھے اللہ کو حاصل کرنا ہے۔ ارادہ کرلو، اللہ نے ہمت دی ہے، آج ہی ارادہ کرلو کہ آج کی تاریخ سے ہم اپنے مولیٰ کو ناراض کرکے حرام لذت نہیں لیں گے۔

بس یہی دو کام اللہ نے بتائے ہیں اللہ والا بننے کے لیے۔ جس کی آیت میں نے تلاوت کی کونوا مع الصادقین ۔اور دوسرا کام ہے مجاہدہ جو آیت والذین جاھدوا فینا الخ ہے شیخ کی صحبت گلاب اور چنبیلی ہے اور ہم لوگ کیا ہیں؟ تل ہیں اور تل کا مجاہدہ کیا ہے؟ تل کی رگڑائی پھر گلاب کے پھول میں بسائی پھر کولہو میں پسائی۔ ان شاء اللہ پھر جو تیل نکلے گا وہ تل کا نہیں ہوگا روغنِ گل ہوگا، روغنِ چنبیلی ہوگا۔ مجاہدہ اٹھانے کے بعد اہل اللہ کی صحبت کے پھولوں کی برکت سے نفس کا بھی تیل نکل جاتا ہے۔ ایک صاحب بمبئی کے آئے تھے وہ تیل کا کام کرتے ہیں، میں نے

کہا کہ آپ کس کس چیز کا تیل نکالتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ میں سرسوں کا تیل نکالتا ہوں بابچی کا تیل نکالتا ہوں گل بنفشہ کا بھی تیل نکالتا ہوں۔ میں نے کہا کہ کبھی نفس کا تیل بھی نکالا کہ نہیں؟ اُنہوں نے کہا کہ نفس کے تیل سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ میں نے کہا نفس کا تیل اگر نکال دو تو تم بھی ولی اللہ ہو جاؤ گے اور جس کو لگاؤ گے وہ بھی ولی اللہ ہوجائے گا۔ اِس کی غلط ڈیمانڈ کو پیس ڈالو، حرام خواہش کو پورا نہ کرو بس سمجھ لو نفس کا تیل نکل گیا۔ آہ ! یہی نفس کا تیل تو ولی اللہ بناتا ہے۔

ستّر سال کی زندگی کا نچوڑ میں نے آج آپ کو پیش کردیا کہ بس شیخ کے ساتھ رہو اور تہیہ کرلو کہ ہم مرجائیں گے مگر اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کریں گے۔ اگر نفس کہتا ہے کہ تم اگر بدنظری کا لعنتی کام نہیں کرو گے تو مرجاؤ گے تو تم نفس کو یہی جواب دو کہ ہم لعنتی کام کر کے جینا نہیں چاہتے، لعنتی کام نہ کرنے سے اگر موت آتی ہے تو ہم ایسی موت کو عزیز رکھتے ہیں۔ بتاؤ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نہیں ہے کہ نفس تمہارا دشمن ہے۔ کیوں بھئی اُمتی ہو کر ہم لوگوں کو آپ کے ارشاد پر ایمان لانا فرض ہے یا نہیں؟ بس دشمن کی بات مت مانو۔ اللہ کی بات مانو، نبی کی بات مانو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن نفس ہے جو تمہارے پہلو میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ﴾

یقیناً نفس کثیر الامر بالسوء ہے، بہت زیادہ برائی کا تقاضا کرنے والا ہے۔

تو نفس اَمّارہ کا بھروسہ مت کرو ، رحمت کے کام کرو عذاب کے کام مت کرو۔ رحمت کے کام کرو گے تو اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ رہو گے، نفس تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

آج کی تقریر میں دو ہی مختصر چیزیں ولی اللہ بننے کی ہیں۔ کسی ولی کے ساتھ پیوند کاری کرلو اور کیسے معلوم ہو کہ یہ ولی اللہ ہے تاکہ دھوکہ نہ ہو۔ یہ دیکھ لو کہ کسی ولی اللہ کے ساتھ بھی رہا ہے یا نہیں۔ کیسے معلوم ہو کہ یہ دیسی آم، لنگڑا آم بن چکا ہے بس دیکھو کہ دیسی آم لنگڑے آم کی قلم کھا چکا ہے یا نہیں اور پھر ذرا چکھ بھی لو، مارکیٹ میں اُس کا ریٹ بھی لے لو خاص کر جو ماہرین فن ہیں اُن سے دیسی آم کی اور لنگڑے آم کی پہچان کرو۔ علماء دین ماہرینِ فن ہیں اُن کی نظر سے پوچھو کہ فلاں پیر ہمارے لئے کیسا ہے۔ مُنصِف مزاج علماء دین آپ کو کبھی دھوکا نہیں دیں گے نہ دھوکہ کھائیں گے۔جس پیر سے علماء مرید ہو رہے ہوں تو سمجھ لو یہ پیر سچّا ہے کیونکہ علماء دین کے پاس علمِ دین کی روشنی ہے جو علم کی روشنی میں پورا نہیں اُترتا علماء اس سے رجوع نہیں کرتے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دُنیا میں بڑے بڑے علماء اِس فقیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ بس یہ ارادہ کرلو کہ مولیٰ کو راضی کرنے پر جان دینا ہے۔

بتاؤ جان کا زیادہ حق ہے یا اللہ کا؟ اب کس دل سے کہوں بس دل میں اللہ اُتار دے۔

بس دُعا کرو اب آگے دُعا ہی کا سہارا ہے کہ اے اللہ ہمارے دلوں میں یہ جذبہ ڈال دے کہ ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ آپ کو خوش کرنے میں جان کی بازی لگا دیں۔ ایک لمحہ بھی آپ کو ناراض کرکے حرام مزہ اپنے اندر نہ آنے دیں اور جب ہم جان کی بازی لگائیں تو ہماری جان میں آپ اپنی محبت کا وہ رس گھول دیجئے کہ ساری دنیا کی تمام چیزیں آپ کے سامنے ناچیز ہوجائیں، آپ بڑی چیز ہیں، آپ سے بڑھ کر کوئی چیز ہی نہیں تو آپ کے قُرب کے سامنے سارا جہاں ہمارے لئے ناچیز ہوجائے اور ناچیز پر ہم نہ مریں کہ یہ لاشیں ہیں لاشیں۔ لاش معنی لاشئے۔ لاشئے پر مریں گے تو خود بھی لاش مثبت لاش ڈبل لاش ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اور اپنی محبتِ کاملہ اور سلامتی و عافیتِ کاملہ نصیب فرمائے اور اپنی رحمت سے ہم سب کو ولی اللہ بنادے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے تمام مصائب دنیوی و اُخروی سے اور مخلوق کی جانب سے ہر قسم کے مصائب سے اللہ تعالیٰ عافیت کاملہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و صلی اللّٰہ

علٰی خیر خلقه محمد و اٰلهٖ و صحبهٖ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین